☆ڈاکٹر طارق جاوید / ☆☆محمد ارشاد

# علامہ اقبال اور تجدید تصوف: تحقیقی و تنقیدی جائزہ

# Allama Iqbal and Renewal of Sufism: Research and Critical Review


## Abstract:

This study investigates the contemporary interpretation and application of Sufism in the East, focusing on Iqbal's Sufi ideals. Beyond analyzing Iqbal's own works, it explores broader Sufi literature. Dr. Muhammad Iqbal, a staunch advocate for restoring Islamic Sufism to its authentic form, criticized elements diverging from its original principles. Emphasizing the transformation of the human ego, he advocated for the cultivation of divine attributes over ego erasure. Using a mixed methodology, the research concludes that traditional Sufism is responsible for the decline of Muslims, positioning Iqbal as a key figure in the revival of a Sufism that inspires proactive engagement.


**Keywords:** Sufism, Iqbal, mystics, Self, revival

حضور گرامی مرتبتؐ کی ذات بلاشبہ اخلاق کا کامل نمونہ ہیں۔تصوف کی تعلیمات کا بنیادی سبق ہی حسن اخلاق ہے یعنی انسان میں خلق خدا سے حسن سلوک ، رواداری اور تحمل و برداشت کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔تصوف باطن میں خدا کے ساتھ رابطے کا وہ احساس ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمہ وقت جوڑے رکھتا ہے اور یہ رشتہ طالب خدا سے ہر اس برائی کو دور کر دیتا ہے جس کا عام انسان عموماً شکار ہوتا ہے۔تصوف انسان کی خواہشات کو قانون الٰہی کے تابع کرتا

☆شعبہ اقبالیات، علامہ اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ☆☆اسسٹنٹ ایڈمن لوک ورثہ، اسلام آباد

ہے اور ان خواہشات کے تمرد کو مٹا دیتا ہے جو انسان کو خدا کی ہمسائیگی سے دور کر دے۔ تصوف وہ طرزِ حیات ہے جس سے صوفی کا قلب ہمہ وقت یادِالٰہی میں ماہی بے آب کی مانند تڑپتا ہے اور یہ خیال دنیا کی ہر شے پر غالب رہتا ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبالؒ بذاتِ خود تصوف سے غیر معمولی بلکہ فطری لگاؤ رکھتے ہیں۔ آپؒ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ میرا تعلق نہ صرف سلسلہ قادریہ سے ہے بلکہ میں غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کے سلسلہ طریقیت میں بیعت رکھتا ہوں[1]۔ آپؒ کی یہ تحریر تصوف کے ساتھ آپؒ کی وابستگی کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ دوسری جانب اولیاء کرام کے ساتھ تعلق کا یہ عالم ہے کہ حضرت معین الدین چشتیؒ کے دربار پر حاضری کا موقع نہ مل سکا تو اس پر افسوس کا اظہار کیا[2]۔ آپؒ کا معمول تھا کہ اولیا کرام جن میں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت شاہ سلیمان تونسوی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ اور پاکپتن شریف میں بزرگوں کے مزارات اور اعراس میں پورے اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے اور سماع کی محافل میں شرکت کرتے۔ آپؒ اولیاء کرام کی دین اسلام کے حوالے سے نشر و اشاعت کی کوششوں کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جن کے باعث ارضِ ہندوستان نورِ توحید سے منور ہوئی۔ آپؒ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے اسلام کی تبلیغ حسن واخلاق اور اعلیٰ کردار کے ذریعے سے کی جس کی بدولت ہندوستان جو کفر و شرک کی ظلمت میں ڈوبا ہوا تھا نور اسلام سے جگمگا اُٹھا۔ آپؒ محمد فوق دین کو ایک انٹریو میں فرماتے ہیں:-

> ”اہلِ تصوف خصوصاً ہندوستان کے صوفیائے عظام نے اسلام کو وہ رونق بخشی اور بجائے تیر و تلوار کے محض حسنِ عمل اور اخلاق محمدیؐ کے ذریعے اس کی وہ اشاعت کی کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں چھ کروڑ یقیناً ان ہی بزرگوں کے فیوض وبرکات کا نتیجہ ہیں۔“[3]

علامہ اقبال صوفیاء کرام کی محبت کو ایمان کی تقویت، حسنِ اخلاق، رواداری، ایثار اور اخوت کے حصول کا ذریعہ قرار دیتے ہیں اور اسلامی صوفیاء کی تعلیمات سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ آپؒ کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے جن پاک نفوس کو خاص دل و دماغ سے نوازہ ہے وہ تزکیہ نفس میں کمال مہارت رکھتے ہیں۔ آپؒ کا عقیدہ ہے کہ مردانِ خدا مٹھی بھر خاک کو اپنی نظر کیمیا سے اکسیر بنادیتے ہیں۔ اولیاء کرام کی کرامتوں کے متعلق فرماتے ہیں:

> ”میں کرامتوں کا قائل ہوں اور میرا خیال ہے کہ وہ پاک نفوس جن کو اللہ تعالیٰ نے خاص دل و دماغ عطا کیا ہے اور جو تزکیہ نفس میں صاحبِ کمال ہیں، تیر از کمان جستہ اور اب از جو رفتہ واپس لا سکتے ہیں۔“[4]

مذکور خط کے اقتباس سے جہاں اولیاء کرام کی کرامتوں کا ذکر ہے وہاں ان بندگانِ خدا کے متعلق جنھیں قدرت نے خاص دل و دماغ یعنی تربیت اور تزکیہ نفس کا خاص ملکہ عطا کیا ہے اپنی روحانی قوتوں کی بدولت ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے تادم آخر دینی و دنیوی مسائل کے حل کے لیے اولیاء کرام کی تعلیمات سے رجوع کیا۔ آپؒ کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام باقیدِ حیات ہوں یا وصال فرما چکے ہوں، استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ آپؒ کا مولانا رومؒ کے ساتھ پیر رومیؒ اور مرید ہندی کا رشتہ اس بات کا ثبوت ہے جہاں صدیوں کا زمانی فاصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ آپؒ اسی عقیدہ کے ساتھ تمام بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔ مولوی انشاء اللہ خاں (جو وطن اخبار کے ایڈیٹر تھے) کو خط تحریر کیا۔ جس میں دہلی کے سفر کا حال بیان کرتے ہیں:

> ”دہلی پہنچ کر تھوڑی دیر کے لیے شیخ نذر محمد کے گھر قیام کرنے کے بعد حضرت محبوب الٰہی کے مزار پر حاضر ہوا اور تمام دن وہیں بسر کیا۔ اللہ اللہ محبوب الٰہی کا مزار بھی عجیب جگہ ہے۔“[5]

تصوف کے باب میں امتیازی حوالہ ہے کہ علامہ اقبال تصوف کو حقائق سے آگہی اور شناسائی کا ایک وسیلہ سمجھتے ہیں۔ خطبات "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" فکر کی بنیادی تصنیف ہے جس میں فلسفیانہ افکار ایسی منظم صورت میں موجود ہیں کہ فرد کی انفرادی اور قوم کی اجتماعی اور تہذیبی زندگی کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان میں دو خطبات کا موضوع ہی مذہبی تجربہ کو بنایا گیا ہے۔ مذہبی تجربہ تصوف کے بغیر امر محال ہے۔ خطبات کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:

> ”اس میں شبہ نہیں کہ تصوف کے صحیح مکاتب نے اسلام میں مذہبی تجربہ کے ارتقاء کی سمت کو درست کرنے اور اس کی صورت گری کے سلسلے میں نمایاں کام کیا ہے مگر ان مکاتب کے بعد کے دور کے نمائندے جدید ذہن سے لاعلم ہونے کی بنا پر اس قابل نہیں رہے کہ نئے فکر اور تجربے سے کسی قسم کی تازہ تخلیقی تحریک پا سکیں۔ وہ انھی طریقوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں جو ان لوگوں کے لیے وضع کئے گئے تھے جن کا ثقافتی نقطۂ نظر کئی اہم لحاظ سے ہمارے نقطۂ نظر سے مختلف تھا۔“[6]

سرزمینِ عرب کی آب گِل میں پرورش پانے والا حجازی تصوف ہندوستان کی آب و ہوا سے عجمی پودا بن گیا جس کی تروتازگی غیر اسلامی نظریات کی آمیزش سے ماند پڑنے لگی تو اس کی تجدیدِ نو کے لیے ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے بیڑا اُٹھایا۔ آپؒ نے اپنی شہرہ آفاق

تصنیف "اسرارِ خودی" میں غیر اسلامی تصوف پر سخت تنقید کی اور اس کا رَد پیش کیا جس کو تصوف کے روایت پرست حلقوں میں تحسین کی نظروں سے نہیں دیکھا گیا۔

علامہ اقبال کے نزدیک تصوف شعائر حقہ اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے[7] اور جس تصوف سے شعائر اسلام میں مخلصانہ استقامت پیدا ہو اس تصوف کے آپ حامی و طرفدار ہیں ۔ آپؒ نے تصوف کی تعمیر نو کی ضرورت کو محسوس کیا اور ایک بے نظیر فلسفہ "نظریۂ خودی" کی صورت میں پیش کیا جس سے تصوف کے باب میں ایک نئی تحریک نے جنم لیا جو درحقیقت روایتی تصوف کے خلاف کاری ضرب ثابت ہوا۔ "اسرار خودی" میں افلاطون اور حافظ شیرازیؒ کو ان کے گوسفندانہ افکار کی وجہ سے ہدف تنقید بنایا گیا اور مسلمانوں کو ان کے افکار سے ہوشیار رہنے کی تلقین فرمائی۔ سراج الدین پال کے نام ایک خط میں عجمی ادب کے زیر اثر تخلیق ہونے والے تصوف پر اظہار خیال کرتے ہیں:

> "شعرائے عجم میں بیشتر وہ شعرا ہیں جو اپنے فطری میلان کے باعث وجودی فلسفے کی طرف مائل تھے۔ اسلام سے پہلے بھی ایرانی قوم میں یہ میلان طبیعت میں موجود تھا اگرچہ اسلام نے کچھ عرصے تک اس کا نشو و نما نہ ہونے دیا؛ تاہم وقت پاکر ایران کا آریائی اور طبعی مذاق اچھی طرح سے ظاہر ہوا، باالفاظ دیگر مسلمانوں میں ایک ایسے لٹریچر کی بنیاد پڑی جس کی بنا وحدت الوجود پر تھی۔ ان شعراء نے نہایت عجیب و غریب اور بظاہر دل فریب طریقوں سے شعائر اسلام کی تردید و تنسیخ کی ہے اور اسلام کی ہر محمود شے کو ایک طرح سے مذموم بیان کیا ہے۔ اگر اسلام افلاس کو بُرا کہتا ہے تو حکیم سنائیؒ اس کو اعلیٰ درجہ کی سعادت قرار دیتا ہے۔ اسلام جہاد فی سبیل اللہ کو حیات کے لیے ضروری تصور کرتا ہے تو شعرائے عجم اس شعارِ اسلام میں کوئی اور معنیٰ تلاش کرتے ہیں۔"[8]

عجمی تصوف میں فن کا تصور بہت اہمیت رکھتا ہے اور اسی ذوقِ فنا نے مسلمانوں میں توکل کے نام پر ترکِ دنیا کا جذبہ پیدا کیا جو بڑھتے ہوئے قنوطیت اور تقدیر پرستی تک پہنچ گیا اور اس سے قوم کے قوائے عمل مفلوج ہوگئے اور بے عملی کی راہ ہموار ہوئی۔ فرد کی خودی اور شخصیت دب کر رہ گئی اور زندگی کے ولولے اور بلند مقاصد اسے زہرِ قاتل نظر آنے لگے۔ عجمی تصوف کے زیرِ اثر تخلیق ہونے والے ادب نے اجتماعی ذوق کو بگاڑ کر رکھ دیا جس سے عامتہ الناس خالص توحید سے دور ہو کر مشرکانہ عقائد اور رسومات کے گرداب میں پھنس گئے۔

"اسرار خودی" کی اشاعت کے وقت تصوف کے روایتی حلقوں سے مایوس کن اور سخت رد عمل سامنے آیا اور ہر طرف سے تصوف کے اس تجدیدی نقطہ نظر کو جھٹلانے کی پوری کوشش کی گئی اور اس بات کی خوب تشہیر کی گئی کہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ تصوف اور صوفیائے کرام سے بدظن ہو چکے ہیں، جس کے نتیجے میں ایک قلمی محاذ کھڑا ہو گیا اور آخر کار آپؒ کو اپنا موقف واضع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور آپ نے باقاعدہ اخبارات میں مضامین لکھے تاکہ لوگ مثنوی "اسرار خودی" کی تخلیق کا مقصد سمجھ سکیں۔ آپؒ نے ایسے عناصر کی نشاندہی کی جن سے تصوف کی ساکھ کو نقصان پہنچا اور اس کی صورت مسخ ہوئی۔ آپؒ کے نزدیک مسلمانوں کا ادب ویدانت، عجمی تصوف اور یونانی فلسفے کے اثرات کی وجہ سے مردہ ہو چکا تھا اور شاعروں، ادیبوں اور صوفیوں کے افکار میں زندگی کی تیزی اور سرگرمی ناپید ہو گئی تھی۔ مسلمانوں میں ایسی شاعری مقبول ہوئی جو سُلا دینے والی اور دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کھینچ کر انسان کو افسردہ کر دے نتیجتاً نام نہاد صوفیوں نے ایرانی فکر کے زیرِ اثر ایسی شاعری کو تصوف کا حصہ بنا ڈالا جس سے بے عملی کے رجحان میں اضافہ ہوا

اقبال اسلامی تصوف میں در آنے والے عجمی عناصر کے خلاف بر سرپیکار رہے اور فلسفہ وجود، تنزلات خمسہ اور غلو فی الزہد، رہبانیت اور ان موضوعات کو پروان چڑھانے والے ایرانی شعراء کو مسترد کیا۔ آپؒ کے نزدیک اصل تصوف وہ ہے جو اکابر صوفیاء کرام کی بدولت ہم تک پہنچا جس میں رہبانیت، بدعت، فلسفہ، غلو فی الزہد اور وحدت الوجود کی گنجائش نہیں ہے۔ آپؒ کے نزدیک مذکورہ مسائل اسلامی تصوف کا کبھی حصہ نہیں رہے بلکہ ماضی میں بھی صوفیا کرام نے ان مسائل کی بیخ کنی کی ہے۔ آپؒ ایک مضمون میں سیدنا جنید بغدادی کی اس کاوش کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

> "خدا کی رحمت ہو سید الطائفہ حضرت جنیدؒ بغدادی پر کہ انہوں نے اس رہبانیت کی جڑ کاٹی یعنی امتیاز علم و معرفت کے پیدا ہوتے ہی اس کے خطرناک نتائج کا احساس کر کے اس کی مخالفت کی۔"(9)

علامہ اقبال قرون اولیٰ کے صوفیوں کی اسلام خدمت کے ہمیشہ معترف رہے ہیں جنھوں نے اسلام دشمن سازشوں کا مقابلہ کیا اور ایسے فتنوں کا قلع قمع کیا جو تفرقہ اور انتشار کا باعث تھے۔ عجمی تصوف کے راستے بہت سے غیر اسلامی عناصر اصل اسلامی تصوف میں داخل ہوئے جس سے اس نظامِ فکر میں بدعات کا آغاز ہوا اور لوگ بے عملی کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئے۔ نام نہاد صوفیوں نے طریقت کے نام پر خانقاہوں میں ایسی روایت کی بنیاد رکھی جن سے تصوف کی روح مسخ ہوئی تو اولیاء حق نے آگے بڑھ کر اس فتنے کا مقابلہ کیا۔ آپؒ اس ضمن میں اپنے ایک مضمون "علم ظاہر و علم باطن" میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شہرہ آفاق تصنیف "فتوح الغیب" میں سے اقتباس کا حوالہ پیش کرتے ہیں:

> "اللہ سے ڈرتے رہو، اس کے خلاف نہ کرو اس طرح پر کہ ترک کر دو ان احکام کو جو اللہ کے رسولؐ لاتے ہیں اور اپنے پاس سے بدعتیں ایجاد کرنے لگو جیسا جی خود خداوند تعالیٰ نے گمراہ قوم (عیسائی) کے حق میں فرمایا ہے کہ انہوں نے رہبانیت کی بدعت نکالی جو ہم نے ان پر فرض نہ کی تھی"۔ (10)

آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسلمانوں کا ادب، غیر اسلامی تصوف یعنی ویدانت، عجمی اور یونانی فلسفے کے زیر اثر اپنی اصل قوت کھو چکا ہے۔ مسلمانوں کے لٹریچر میں بہت سا علمی سرمایہ موجود ہے جس کو پڑھنے سے بے عملی، کم ہمتی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس بات کا افسوس کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں یہ لٹریچر غیر معمولی طور پر مقبول ہے۔ تصوف کے اس لٹریچر میں تقدیر پرستی، توہم پرستی اور دنیا سے بے رغبتی کا نشہ آور سامان موجود ہے جو قاری کو اپنی لپیٹ میں لے کر گہری نیند سُلا دیتا ہے۔ آپؒ مسلمانوں کو اس کے اثر سے نکالنے کے لیے تاریخ تصوف پر ایک کتاب لکھنے کے خواہشمند تھے تاکہ اصل اسلامی تصوف کو متعارف کرایا جا سکے۔ خواجہ حسن نظامی کو ایک خط میں بیان کرتے ہیں:

> "اگر وقت نے مساعدت کی میں تحریکِ تصوف کی مفصل تاریخ لکھوں گا۔ انشاء اللہ ایسا کرنا تصوف پر حملہ نہیں بلکہ تصوف کی خیر خواہی ہے۔ کیونکہ میرا مقصد یہ دکھانا ہو گا کہ اس تحریک میں غیر اسلامی عناصر کون کون سے ہیں اور اسلامی عناصر کون کون سے ہیں۔ اس وقت اس قدر عرض کر دینا کافی ہو گا کہ یہ تحریک غیر اسلامی عناصر سے خالی نہیں اور میں اگر مخالف ہوں تو صرف ایک گروہ کا جس نے محمد عربی ﷺ کے نام پر بیعت لے کر دانستہ یا نادانستہ ایسے مسائل کی تعلیم دی ہے جو مذہب اسلام سے متعلق نہیں رکھتے۔ حضرات صوفیاء میں جو گروہ رسول اللہ ﷺ کی راہ پر قائم ہے اور سیرت صدیقی کو اپنے سامنے رکھتا ہے میں اسی گروہ کا خاک پا ہوں اور ان کی محبت کو سعادت دارین کا باعث تصور کرتا ہوں۔"(11)

علامہ اقبالؒ نے اپنی "مثنوی اسرار خودی" کے ذریعہ تصوف کے متعلق روایتی رجحان کو روکنے کی کوشش کی اور تصوف کے غیر اسلامی پہلوؤں کی حوصلہ شکنی کی۔ آپؒ نے تصوف کو اسلامی تعلیمات کے مطابق پیش کیا اور شریعت کو طریقت پر منطبق کیا اور بتایا کہ شریعت، طریقت سے کوئی الگ شئے نہیں ہے۔ آپؒ نے بتایا کے عالم اسلام کے بڑے صوفیاء کرام جنھوں نے تصوف کی تحریک قائم کی اور اس کو ایک ادارہ قرار دیا وہ لوگ بذات بخود شریعت کے مستند عالم تھے اور قرآن و سنت پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ آپؒ نے

اس رجحان کو زندہ کرنے کی کوشش کی تاکہ لوگ تصوف کو اسلام کے مقابل کوئی دوسرا دین نہ سمجھنے لگیں۔ آپؒ تصوف کے نہایت دقیق موضوعات پر بڑی مدلل گفتگو فرماتے ہیں:

> "دین اسلام جو ہر مسلمان کے عقیدے کی رو سے ہر شے پر مقدم ہے۔ نفسِ انسانی اور اس کی مرکزی قوتوں کو فنا نہیں کرتا بلکہ ان کے عمل کے لیے حدود متعین کرتا ہے۔ ان حدود کے متعین کرنے کا نام اسلام کی اصطلاح میں شریعت یا قانونِ الٰہی ہے اور شریعت کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے۔ جب احکامِ الٰہی خودی میں اس درجہ سرایت کر جائیں کہ خودی کے پرائیویٹ امیال وعواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصد ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیائے اسلام نے فنا سے تعبیر کیا ہے اور بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے۔ لیکن ہندی اور ایرانی صوفیہ میں سے اکثر نے فنا کی تفسیر فلسفہ ویدانت اور بدھ مت کے زیر اثر کی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اس وقت عملی اعتبار سے ناکارہ محض ہیں۔"[12]

علامہ اقبالؒ اسلامی تصوف کو اپنی اصل صورت میں دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ آپؒ نے تصوف کے بعض غیر اسلامی عناصر کے خلاف تاعمر جہاد کیا۔ آپؒ انسانی "انا" کے ارتقا کے اس درجہ قائل ہیں کہ انائے انسانی ایسے مقام تک پہنچ جائے کہ انائے مطلق سے ہم کلام ہو جائے۔ آپ کے نزدیک یہ عجمی تصور ہے کہ انسان تکمیلِ ذات کے لیے قطرۂ حقیر کی طرح انائے مطلق کی وحدت کے بحرِ بے پایاں میں جذب ہو جائے اور اپنی خودی مٹا دے بلکہ انسان اپنے اندر جہاں تک ہو سکے صفاتِ ربانی پیدا کرے تاکہ وہ مکارم اخلاق پر فائز ہو کر معاشرتی زندگی میں قائدانہ کردار ادا کر سکے۔

ڈاکٹر اقبالؒ عہد حاضر کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ زمانہ بدل چکا ہے اب عالم اسلام کو بیدار ہونا ہے تب ہی وہ اقوام عالم میں آبرومندانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ روایتی تصوف اور اندھی تقلید سے ہندوستان کا مسلمان کمزور اور اپنے مستقبل سے مایوس نظر آتا ہے جس کی وجہ تصوف کی فرسودہ روایات کا بھی عمل دخل شامل ہے۔ آپؒ افلاطون اور حافظ شیرازیؒ کے افکار کو اس لیے ہدفِ تنقید بناتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات حرکت و عمل کی بجائے کشمکشِ حیات سے فرار کا درس دیتے ہیں اور انسان کو مصائب و آلام کا مقابلہ کرنے کی بجائے ان سے گریز کی ترغیب دیتے ہیں جو کہ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں:

"ہندوستان کے مسلمان کئی صدیوں سے ایرانی تاثرات کے اثر میں ہیں۔ ان کو عربی اسلام سے اور اس کے نصب العین اور غرض و غایت سے آشنائی نہیں، ان کے لٹریری آئیڈیل بھی ایرانی ہیں اور سوشل نصب العین بھی ایرانی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مثنوی (اسرار خودی) میں حقیقی اسلام کو بے نقاب کروں جس کی اشاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے ہوئی۔ صوفی لوگوں نے اسے تصوف پر ایک حملہ تصور کیا ہے اور یہ خیال کسی حد تک درست بھی ہے۔ انشاء اللہ دوسرے حصے میں دکھاؤں گا کہ تصوف کیا ہے اور کہاں سے آیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے کہاں تک ان تعلیمات کی تصدیق ہوتی ہے جس کا تصوف حامی ہے۔"(13)

روحانی زندگی کے چند مادی تقاضے بھی ہیں جن کی تکمیل کے بغیر انسان کی زندگی نامکمل اور ادھوری رہتی ہے۔ تصوف محض روحانیت پر ہی زور نہیں دیتا اور نہ ہی خارجی زندگی کی ذمہ داریوں اور مادی وجود کے قیام وبقا کو نظر انداز کرتا ہے بلکہ میدان عمل میں جوانمردی سے مقابلہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ فنائے ذات کے نظریہ کے مخالف ہیں اور مسائلِ تصوف مثلاً فلسفہ وجود، تنزلات خمسہ، غلو فی الزہد اور رہبانیت کے ساتھ ساتھ ایرانی شعراء جنہوں نے ان موضوعات کو پروان چڑھایا انہیں مسترد کرتے ہیں اور مذکورہ عناصر پر مبنی تصوف کو کسی صورت قبول نہیں کرتے۔

عجمی تصوف میں فنا کا تصور ذوقِ عمل کو فنا کر دیتا ہے اور انسان توکل کے نام پر ترکِ دنیا کا عادی ہو جاتا ہے۔ قنوطیت اور تقدیر پرستی کا رنگ غالب آنے لگتا ہے تو قوائے عمل مفلوج ہو جاتے ہیں۔ فرد کی خودی اور شخصیت دب کر رہ جاتی ہے اور زندگی کے ولولے اور بلند مقاصد اسے زہرِ قاتل نظر آنے لگتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبالؒ کے نزدیک عجمی تصوف کے زیرِ اثر تخلیق ہونے والے ادب نے امت کے اجتماعی ذوق کا بگاڑ کر رکھ دیا۔ عامتہ الناس خالص توحید سے دور ہو کر مشرکانہ عقائد اور رسومات کے گرداب میں پھنس گئے۔ مسلمان متحرک اور فعال زندگی بسر کرنے کی بجائے سُست اور کشمکشِ حیات سے فرار کی طرف مائل ہو گئے۔

علامہ اقبال نہ صرف تصوف کے تجدید نو کے علمبردار ہیں بلکہ صاحبِ حال صوفی بھی ہیں۔ آپؒ تصوف کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تصور کرتے ہیں اور مسلمان کو اس فقر کا آمین قرار دیتے ہیں(14) جس کو اختیار کرنے سے صاحبِ فقر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تعلیمات کا وارث بن جاتا ہے۔ جس کی طاقت کا دار و مدار مادی اسباب یا جسمانی قوت

پر نہیں بلکہ قوتِ ایمانی پر منصر ہوتا ہے وہ جُو کی روٹی کھاتا ہے اور خیبر کو فتح کرتا ہے[15]۔ آپؒ اسی تصوف کے علمبردار ہیں جو اقوام و ملل کو دلگیری اور افسردگی کے بجائے جذبہِ شبیری کی جانب رغب کرے:-

اک فقر سِکھاتا ہے صیّاد کو نخچیری
اک فقر سے کھُلتے ہیں اسرارِ جہاں گیری
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دِلگیری
اک فقر سے مٹّی میں خاصیّتِ اِکسیری
اک فقر ہے شبیّری، اس فقر میں ہے میری
میراثِ مسلمانی، سرمایۂ شبیّری!

(16)

آپؒ کے نزدیک اسلامی فقر اختیار کرنے سے انسان میں وہ ایمان کی وہ قوت پیدا ہوتی ہے جس سے وہ ماسویٰ اللہ کے کسی کا کوئی خوف نہیں رکھتا۔ اس کی گردن اپنے معبود کے سوا کسی اور کے آگے خم نہیں ہوتی[17]۔ وہ زمین پر اس کی خلافت کی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے قانون الٰہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور اس کے احکامات کو نافذ کرتا ہے۔ آپؒ اسی حجازی فقر کی طرف متوجہ کرتے ہیں جس کی اصل ذات محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے اور جس کی عملی صورت کا راز سیرت رسول ﷺ میں پوشیدہ ہے۔

علامہ اقبالؒ نہایت دُکھ سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ خانقاہیں جو کبھی تربیت گاہیں تصور کی جاتی تھیں اب کردار سازی کی بجائے کاروبار کی کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں "صوفیاء کی دکانیں ہیں مگر وہاں سیرتِ اسلامی کی متاع نہیں بکتی۔"[18] ڈاکٹر اقبالؒ اس فقر کے داعی ہیں جس کی روحِ رواں غیرتِ ایمان پر قائم ہو اور وہ زر و سیم سے بے نیاز ہو یہی قرونِ اولیٰ کے صوفیوں کا مسلک تھا۔ آپؒ اصل اسلامی تصوف کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں اور نام نہاد روایتی صوفیوں کی شدید مذمت کرتے ہیں جنہوں نے اکابرین صوفیاء کی تعلیمات سے روگردانی کی اور عامتہ الناس کو بھی ان کی تعلیمات سے دور رکھا جو کہ بدترین علمی خیانت تھی۔

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا نصب العین امت مسلمہ کی بیداری و آزادی اور ان کے عہد رفتہ کی شان و شوکت کے احیا کا خواب تھا۔ آپؒ بالعموم امت مسلمہ اور بالخصوص ہندوستانی مسلمانوں کو ایک متحرک اور فعال زندگی بسر کرنے اور اُن کا فکری جمود توڑنے کے لیے کوشاں تھے۔ آپؒ مسلمانوں کے اس زوال کا سبب روایتی تصوف کو قرار دیتے ہیں جس سے

مسلمان عمل کی دنیا میں عضوِ بیکار بن کے رہ گیا تھا۔ آپؒ ایسی شاعری کو پسند کرتے ہیں جو مسلمانوں کو اپنے اسلاف کی عظمتوں اور کارناموں سے روشناس کروائے جن سے ان کی تاریخ روشن ہے۔

## حوالہ جات و حواشی

۱۔علامہ اقبال(مکتوب)سیّد سُلیمان ندوی، محررہ، یکم نومبر ۱۹۱۶ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال“(لاہور:اقبال اکادمی، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۱۲

۲۔علامہ اقبال(مکتوب)سر کِشن پرشاد، محررہ، ۲۹ مارچ، ۱۹۱۹ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال“، ص ۴۷۷

۳۔محمد عبداللہ قریشی: حیاتِ اقبال کی گمشدہ کڑیاں، (لاہور: بزم اقبال، ۲۰۰۱ء)، ص ۱۸۷

۴۔ایضاً ص ۱۸۸

۵۔علامہ اقبال(مکتوب)لسان العصر اکبر الہ آبادی، محررہ، ۲۵ جولائی، ۱۹۱۸ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال“، ص ۳۹۲

۶۔سید نذیر نیازی، مترجم: تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، (لاہور: بزم اقبال، ۲۰۱۲ء) ص ۳۵

۷۔سید عبد الواحد معینی، مرتبہ: مقالاتِ اقبال، (لاہور: القمر انٹرپرائزز، ۲۰۱۱ء) ص ۲۸۹

۸۔علامہ اقبال(مکتوب)سراج الدین پال، محررہ، ۱۰ جولائی، ۱۹۱۶ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال“، ص ۸۹

۹۔سید عبد الواحد معینی، مرتبہ: مقالاتِ اقبال، ص ۲۹۱

۱۰۔ایضاً ص ۲۹۱

۱۱۔سید عبد الواحد معینی، مرتبہ: مقالاتِ اقبال، ص ۲۰۱

۱۲۔علامہ اقبال(مکتوب)مولوی ظفر احمد صدیقی، محررہ، ۱۲ دسمبر، ۱۹۳۶ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال“، ص ۱۹۳

۱۳۔اقبال، علامہ محمد، ڈاکٹر(مکتوب)منشی سراج الدین، محررہ، ۱۴ اکتوبر، ۱۹۱۵ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال“ ص ۸۲

۱۴۔ڈاکٹر الف۔ دال۔ نسیم، ”شرح کلیات اقبال فارسی“(لاہور.. عثمان پبلی شرز، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۱۶۵

۱۵۔ایضاً ص ۲۶۹

۱۶۔علامہ اقبال، کلیاتِ اقبال اُردو(لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۱۱ء)، ص ۴۹۰

۱۷۔ڈاکٹر الف۔ دال۔ نسیم، ”شرح کلیات اقبال فارسی“، ص ۳۹۱

۱۸۔علامہ اقبال(مکتوب) لسان العصر اکبر الہ آبادی، محررہ، ۲۵ کتوبر، ۱۹۱۵ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال“، ص ۳۸۱

## ماخذات


اقبال، ڈاکٹر محمد، کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۱ء

اقبال، علامہ محمد، ڈاکٹر(مکتوب)سراج الدین پال، محررہ، ۱۰ جولائی، ۱۹۱۶ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال

اقبال، علامہ محمد، ڈاکٹر(مکتوب)سیّد سُلیمان ندوی، محررہ، یکم نومبر ۱۹۱۶ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال“ لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۲ء

اقبال، علامہ محمد، ڈاکٹر(مکتوب)لسان العصر اکبر الہ آبادی، محررہ، ۲۵ جولائی، ۱۹۱۸ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال

اقبال، علامہ محمد، ڈاکٹر(مکتوب) لسان العصر اکبر الہ آبادی، محررہ، ۲۵ کتوبر، ۱۹۱۵ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال

اقبال، علامہ محمد، ڈاکٹر(مکتوب)سر کِشن پرشاد، محررہ، ۲۹ مارچ، ۱۹۱۹ء ”اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال“،

اقبال، علامہ محمد، ڈاکٹر (مکتوب) منشی سراج الدین، محررہ، ۱۴ اکتوبر ، ۱۹۱۵ء "اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال"
اقبال، علامہ محمد، ڈاکٹر (مکتوب) مولوی ظفر احمد صدیقی، محررہ، ۱۲ دسمبر ، ۱۹۳۶ء "اقبال نامہ، مجموعہ مکاتیب اقبال
قریشی، محمد عبداللہ : حیاتِ اقبال کی گمشدہ کَڑیاں، لاہور.. بزم اقبال، ۲۰۰۱ء
معینی، سید عبد الواحد، مرتبہ: مقالاتِ اقبال ، لاہور: القمر انٹرپرائزز، ۲۰۱۱ء
نسیم، ڈاکٹر الف۔ دال۔، "شرح کلیات اقبال فارسی" لاہور.. عثمان پبلی شرز، ۲۰۱۷ء
نیازی، سید نذیر ، مترجم: تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، لاہور: بزم اقبال، ۲۰۱۲ء